التیسیر فی قواعد علم التفسیر

(ایک تعارف)

* حافظ محمد ابراہیم خلیل

قرآنِ حکیم قیامت تک بنی نوع انسان کے لیے باعثِ ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف لوگوں تک اس پیغام ہدایت کو پہنچانے کا بندوبست کیا بلکہ اس سے راہنمائی حاصل کرنے اور مطالب ومفاہیم تبیین وتشریح کا فریضہ بھی نبی کریم ﷺ کے سپرد کیا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم براہِ راست نبی کریم ﷺ سے قرآنِ حکیم کی تفہیم حاصل کرتے رہے اور ہدایت کے موتیوں سے اپنے دامن بھرتے رہے۔

لیکن جب دائرہ اسلام وسیع ہوا اور اسلام عرب سے نکل کر عجم میں داخل ہوا تو لغتِ عرب سے ناآشنائی اور فلسفہ سے مرعوبیت کے باعث ایسی تفاسیر ہونے لگیں جن میں احادیث وآثار سے زیادہ عقل اور فلسفہ سے کام لیا گیا تھا۔ چنانچہ علماء حق نے اس جانب توجہ کی اور علوم القرآن کو باقاعدہ مرتب کیا۔ جن میں اسباب نزول، ناسخ ومنسوخ، عام وخاص، مطلق ومقید، علم قرأت اور رسم الخط کے علاوہ اصولِ تفسیر بھی بیان کیے۔ بعد میں اصولِ تفسیر پر مستقل فن کی حیثیت سے الگ لکھا گیا چنانچہ جہاں امام راغب اصفہانی اور امام ابن تیمیہ نے اصولِ تفسیر پر مقدمات تحریر کیے وہاں اُصولِ تفسیر پر مستقل کتابیں بھی تصنیف کی گئیں اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ کتاب ہے۔ جس کا نام ''التیسیر فی قواعد علم التفسیر'' ہے جسے امام محمد بن سلیمان کافیجی نے نویں صدی ہجری میں تصنیف کیا، ذیل میں امام کافیجی اور ان کی کتاب ''التیسیر فی قواعد علم التفسیر'' کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

امام محمد بن سلیمان کافیجی

نام ونسب: امام العالم، علامۃ الباھر، استاذ الاستاذین، جمال المدرسین، الشیخ الامام محی الدین ابوعبداللہ محمد بن

---

* لیکچرر، اسلام آباد ماڈل کالج برائے طلباء ایف۔ٹین/تھری، اسلام آباد۔

سلیمان بن سعد بن مسعود الحیوی البرعمی الرومی الحنفی المعروف الکافیجی ۔(۱)

ولادت: امام کافیجی دیار ابن عثمان کے شہر مروخان میں " ککجة " کے مقام پر پیدا ہوئے۔ آپ کا سن ولادت ۷۸۸ھ ہے۔

تعلیم وتربیت: امام کافیجی جہاں بھی گئے علم کے ساتھ خاص شغف رکھا اور اس کی خاطر انہوں نے کئی شہروں کا سفر کیا اور اپنے دَور کے بہترین اور اجل علماء سے ملاقات کی۔ شام، حجازِ مقدس اور ارضِ مقدس کے سفر کے بعد آپ قاہرہ تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے برقوقیہ میں دو برس قیام کیا جو کہ ایک مدرسہ ہے جسے ''ظاہر برقوق'' نے شروع کیا اور جہاں مذاہبِ اربعہ، تفسیر، حدیث اور قرأت کی تعلیم دی جاتی تھی ۔(۲)

مدرسہ برقوقیہ میں قیام کے دوران امام کافیجی کو علامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد ابن بساطی اور علامہ شہاب الدین احمد بن علی المعروف ابن حجر العسقلانی کی معاصرت میسر آئی۔

شیوخ امام کافیجی

امام کافیجی نے علم حاصل کرنے کے لیے مختلف دیار وامصار کا سفر کیا اور علماء وقت سے مختلف علوم میں سند حاصل کی۔ آپ کے چند معروف اساتذہ درج ذیل ہیں:

① شمس الدین الفنری م ۸۳۴ھ

② البرہان حیدرة م ۸۲۰ھ

③ حافظ الدین البزازی م ۸۲۷ھ

④ ابن فرشتا (ابن ملک) م نویں ہجری

⑤ عبدالواجد الکوتائی م ۸۳۸ھ

تلامذۃ

علامہ کافیجی اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے۔ آپ کی علمیت وفضیلت کے سب معترف تھے آپ نے حاصل کردہ علم کو سنتِ نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے آگے پھیلایا۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے جنہوں نے آپ سے کسبِ فیض کیا اور پھر اپنے اپنے زمانے اور وقت کے امام بنے ان میں سب سے زیادہ شہرت امام سیوطی کو حاصل ہوئی۔ آپ کے چند تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں:

① امام جلال الدین سیوطی
② البدر ابوالسعادات البلقینی
③ ابن اسد
④ شیخ الاسلام زکریا انصاری
⑤ الناصری بن الظاہر جقمق
⑥ ابن مزہر
⑦ عبدالقادر الامیری
⑧ محمد بن محمد السعدی
⑨ محمد بن جمعہ

امام کافیجی کا مقام علمی اور حکام کے نزدیک منزلت

امام کافیجی علم وفضل میں یکتا تھے۔ آپ تمام علوم مثلاً علم الکلام، اصول الفقہ، نحو، صرف، اعراب، معانی، بیان و جدل، منطق، فلسفہ اور ہیئت میں بارع کی حیثیت رکھتے تھے جب کہ خاص طور پر تفسیر، حدیث اور فقہ میں آپ کو یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ آپ صحیح العقیدہ مسلمان تھے۔ آپ علمائے حدیث سے محبت رکھتے تھے جب کہ اہل بدعت سے

آپ کو سخت نفرت تھی۔ کثرت عبادت، صدقہ اور مصائب پر صبر کرنا آپ کے معمولات میں شامل تھا۔ سلاطین وامراء کے ہاں آپ کو نہایت شرف وفضیلت حاصل تھی۔ خصوصاً ملک الروم سلطان محمد بن مراد بن محمد بن بایزید بن مراد اور خان بن عثمان م ۸۱٦ھ کے ہاں آپ نہایت قابل تکریم تھے۔ آپ کو جو اعزازات دیئے گئے ان میں اشرف بر سبائی نے مشیخہ کا خطاب دیا (مشیخہ کا خطاب اس شخص کو دیا جاتا ہے جو لوگوں کی نظر میں علم وفضیلت اور مرتبہ و درجہ کے لحاظ سے بڑا ہو)

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ، امام کافیجی کے بارے میں فرماتے ہیں:

" لزمته اربع عشره سنه ، فما جئت من مرة الا وسمعت منه من التحقيقات والعجاب مالم اسمعهٗ قبل ذلک ، قال لی یوماً . اعرب (زيد قائم) فقلت: قد صر نافی مقام السفار ونسال عن هذا ، فقال لی: فی (زيد قائم) مائة و ثلاثة عشر بحثاً،قلتُ لا اقوم من هذا المجلس حتی استفيدها فاخرج لی تذکرة فکتبتها منها)

''میں علامہ کے ساتھ ۱۴ سال رہا پس میں نے ان سے تحقیقی اور عجیب باتوں کے علاوہ کچھ نہیں سنا، انہوں نے مجھے ایک دن فرمایا اعراب لگایئے (زید قائم) میں نے کہا ہم تو پست مقام پر ہیں اور آپ سے سوال کرتے ہیں۔ انہوں نے مجھے فرمایا (زید قائم) میں ایک سو تیرہ ابحاث ہیں۔ پس میں نے کہا کہ میں ان سے استفادہ کیے بغیر اس مجلس سے نہیں اُٹھوں گا۔ پس انہوں نے مجھے وہ بتائیں اور میں نے اسے لکھ لیا۔''

وفات

علم وعمل کا یہ عظیم سپوت آخر کار ۴ رجمادی الاولیٰ ۸۷۹ھ بروز جمعہ اپنے خالقِ حقیقی سے جاملا۔ (۴)

مؤلفات امام کافیجی

امام کافیجی نے ہر موضوع پر قلم کشائی کی آپ کی تصنیفات کی تعداد ۵۲ ہے جن کے نام یہ ہیں:

1- الاحکام فی معرفة الایمان والا حکام (۵)

2- الاشراق فی مراتب الطباق (۶)

3- الالماع بإفادة لوللا متناع (۷)

4- انس الانیس فی معرفة شان انفس النفیس (۸)

5- انوار السعادة فی شرح کلمتی الشهادة (۹)

6- البشارة : رسالة تشتمل علی سوال و جواب فی قوله تعالیٰ (فاتو بسورة من مثله)

7- بنات الافکار فی شان الاعتبار (۱۰)

8- تخلیص الجامع الکبیر والجمع (۱۱)

9- التمهید فی شرح التحمید (۱۲)

10- التیسیر فی قواعد علم التفسیر

11- جواب عن سوال فی تفسیر قوله تعالیٰ (والنجم اذا هوی) (۱۳)

12- حاشیه علی تفسیر البیضاوی (۱۴)

13- حاشیه علی شرح الهدایه (۱۵)

14- حاشیه علی الکشاف (۱۶)

15- حاشیه علی المطول (۱۷)

16- حسن الختام للمرام من هذا الکلام (۱۸)

17- حل الاشکال فی مباحث الاشکال (فی الهندسة) (۱۹)

18- خلاصة الاقوال فی حدیث (انما الاعمال) (٢٠)

19- الدرة الغاليه العاليه (٢١)

20- رسالة فی طبقات البطون لبيان الوقف على اولاد الا و لاد (٢٢)

21- رسالة فی مسالة الاستثناء (٢٣)

22- رسالة متعلقة بعلم التفسير ووجوه القراء ت

23- سفر الخطاب بشرح العباب (٢٤)

24- الرمز فی علم الاسطر لاب (٢٥)

25- سيف الحق والنصرة على مرقاب اهل البغی و الفتنة (٢٦)

26- سيف القضاة على البغاة (٢٧)

27- سيف الملوک والحکام المرشد لهم الى سبيل الحق والاحکام (٢٨)

28- شرح الاستعاره (٢٩)

29- شرح الاسماء الحسنى (٣٠)

30- شرح الاعراب عن قواعد الاعراب (٣١)

31- شرح الجغمينی فی الهيئة (٣٢)

32- شرح کتاب تهذيب المنطق و الکلام لسعد الدين مسعود بن عمر التفتا زانی(٣٣)

33- شرح القواعد العضدية للقاضی عضد الدين بن عبد الرحمن الأيجی (٣٤)

34- شرح المواقف (٣٥)

35- شرح القواعد الکبری فی النحو لا بن هشام(٣٦)

36- عقد الفرائد من تحرير الفوائد (٣٧)

37- الفرح و السرور فی بیان المذاهب (۳۸)

38- قرار الوجد فی شرح الحمد (۳۹)

39- قلائد العقیان فی بحر فضائل رجب و شعبان (۴۰)

40- الکافی الشافعی (۴۱)

41- کشف النقاب الأصحاب والأحباب (فی اعجاز القرآن) (۴۲)

42- مختصر فی علم الارشاد (۴۳)

43- مختصر فی علوم الحدیث (۴۴)

44- المختصر المفید فی علم التاریخ (۴۵)

45- معراج الطبقات و رافع الدرجات لأهل الفهم والثقات (۴۶)

46- منازل الارواح (فی التصوف) (۴۷)

47- منبع الدر (فی علم الأثر) (۴۸)

48- نزهة الاخوان فی تفسیر آیه (یَالُوطُ اِنَّارُسَل رَبک) (۴۹)

49- نزهة المعرب فی المشرق والمغرب (فی النحو) (۵۰)

50- نیل المرام فی تفسیر قوله تعالیٰ (وما ربک بظلاّم) (۵۱)

51- وجیز النظام فی اظهار موارد الاحکام (۵۲)

52- الهدایة لبیان الخلق والتکوین (۵۳)

التیسیر فی قواعد علم التفسیر

امام کافیجی نے اصولِ تفسیر پر ایک مبسوط کتاب تحریر کی (۵۳) جس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ

علامہ سیوطی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''الاتقان فی علوم القرآن'' کے شروع میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اس کتاب سے پہلے اگرچہ کچھ کام اصولِ تفسیر پر ملتا ہے جن میں امام راغب اور امام ابن تیمیہ کے رسائل شامل ہیں۔ تاہم امام کافیجی نے اصولِ تفسیر پر زیادہ بہتر انداز میں مذکورہ کتاب کو تالیف کیا۔ یہ کتاب دو باب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

باب اوّل: اصطلاحات

امام کافیجی نے اس باب میں مندرجہ ذیل مباحث کو بیان کیا ہے:

1- تفسیر اور تاویل کی تعریف

2- مجتہد کا صائب ہونا

3- عقل کا حکم

4- مفسر کے لیے ضروری علوم

5- تعریف علم تفسیر

6- علم تفسیر کی تعلیم کا حکم

7- تدوین علم تفسیر

8- علم تفسیر کی ضرورت

9- علم تفسیر کا موضوع

10- علم تفسیر کی فضیلت

11- تعریفِ قرآنی

12- نقل قرآن میں تواتر کا وجوب

13- صحیح قرأت کی شرائط

14- محکم ومتشابہہ

15- دلالت کی تعریف

16- مراتبِ دلالت

17- نزولِ قرآن

18- سببِ نزول

باب دوم: القواعد والمسائل

اس باب میں امام کافیجی نے مندرجہ ذیل مباحث پر بات کی ہے۔

1- محکم ومتشابہہ کی دلالت (اس میں امام کافیجی نے پندرہ بحوث کا ذکر کیا ہے)

2- تعارض اور ترجیح

3- تعارض کی اقسام

4- منسوخ کی اقسام

5- طبقات المفسرین

6- تفسیر کو روایت کرنے کی شرائط

7- تفسیر کو حاصل کرنے اور بیان کرنے کا طریقہ

خاتمہ الکتاب:

اس کے ذیل میں امام کافیجی نے مندرجہ ذیل امور پر قلم کشائی کی ہے:

1- علم کی فضیلت (علم کی فضیلت میں امام کافیجی نے قرآن، سنت اثر اور عقل سے دلائل دیئے ہیں)

2- استاد اور شاگرد: اس میں امام کافیجی نے استاد اور شاگرد کے لیے مختص امور بیان کیے ہیں اور انہیں تعلیم و تعلم کے لیے ضروری قرار دیا ہے۔

علامہ کافیجی علم و فضل میں بلند مرتبہ رکھتے ہیں آپ کو علوم قرآنیہ پر کس قدر عبور تھا اس کا اندازہ آپ کی مذکورہ تصنیف ''التیسیر فی قواعد علم التفسیر'' سے ہوتا ہے۔ اس میں علامہ نے علوم قرآن و تفسیر و اصول تفسیر سے متعلق ابحاث کو اس قدر مبسوط بیان کیا ہے کہ قاری کتاب امام کافیجی کو داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آپ نے جن اہم مضامین کو اس کتاب میں بیان کیا ہے وہ اس طرح ہیں:

باب اصطلاحات میں علامہ نے تفسیر و تاویل اور علم التفسیر کی تعریف کے علاوہ قرآن کی تعریف اور نقل قرآن میں تواتر کے وجوب پر بڑی اچھی بحث کی ہے جو اس سے پہلے اس موضوع کی کتب میں نہیں ملتی۔ اس کے علاوہ اس باب میں امام کافیجی نے صحیح قرأت کی شرائط کے علاوہ محکم و متشابہہ، نزول قرآن اور سبب نزول پر بھی بحث کی ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ آپ نے ان ابحاث کو مدلل بیان کیا ہے اور دلیل کے طور پر آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہؐ اور دوسری کتب کے حوالے سے بات کی ہے۔

امام کافیجی نے کتاب کا دوسرا باب قواعد اور مسائل کے نام سے قائم کیا ہے۔ جس میں محکم و متشابہ کی دلالت پر بحث کے علاوہ ایک اہم بحث تعارض اور ترجیح پر کی ہے جس میں تعارض کی اقسام اور منسوخ کی اقسام پر بڑی مدلل بحث کی ہے جو اس فن کی دوسری کتب میں کم نظر آتی ہے۔ اس کے علاوہ امام کافیجی نے اس باب میں تفسیر کو روایت کرنے کی شرائط اور تفسیر کو حاصل کرنے اور روایت کرنے کا طریقہ بتایا ہے جس سے علوم قرآنی کا طالب علم کما حقہ استفادہ کر سکتا ہے۔

کتاب کے آخر میں امام کافیجی نے علم کی فضیلت پر بڑی عمدہ اور مدلل بحث کی ہے اور قرآن، احادیث، اثر اور عقل کے ذریعے اس پر بات کی ہے جس سے امام کافیجی کی اس فن میں عبقریت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد امام کافیجی نے استاد اور شاگرد کے آداب بیان کیے ہیں اور بتایا ہے کہ استاد اور شاگرد کو قرآن و احادیث کا علم حاصل کرتے وقت کن امور کا خیال رکھنا چاہیے۔

التیسیر کے مآخذ

علامہ کافیجی نے اس کتاب میں صریحاً تو ذکر نہیں کیا کہ انہوں نے اس کتاب کی تصنیف میں کن مصادر سے استفادہ کیا ہے لیکن کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس سلسلے میں مندرجہ ذیل مصادر سے استفادہ کیا ہے:

1- القرآن الحکیم
2- الجامع الصحیح للبخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری
3- مسند احمد، امام احمد بن حنبل
4- سنن ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
5- تاج العروس، ابوالفیض سید محمد مرتضیٰ الزبیدی
6- لسان العرب، ابن منظور
7- المستصفی، ابوحامد محمد بن محمد الغزالی
8- مقدمۃ التفسیر، ابوالقاسم محمد بن مفضل (امام راغب اصفہانی)
9- مقدمۃ فی اصول التفسیر، ابوالعباس تقی الدین ابن تیمیہ
10- تفسیر القرآن العظیم، ابوالفداء اسماعیل بن کثیر (ابن کثیر)
11- الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل، ابوالقاسم، جاراللہ محمود بن عمر الزمخشری
12- التبیان فی آداب حملۃ القرآن، علامہ شرف الدین نووی
13- مجاز القرآن، ابوعبیدہ معمر بن المثنی التیمی
14- المفردات فی علوم القرآن، امام راغب اصفہانی
15- البرہان فی علوم القرآن، امام بدرالدین زرکشی
16- دلائل الاعجاز، عبدالقادر جرجانی
17- المعتمد فی اصول الفقہ

حواشی

۱۔ امام کافیجی کو کافیجی اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ ابن الحاجب کی کتاب ''الکافیہ'' جو نحو پر تھی، سے بہت شغف رکھتے تھے۔ (السیوطی ،جلال الدین، ابوبکر بن عبدالرحمٰن، بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ، المکتبہ العصریہ، بیروت، (س۔ن)

۲۔ النجوم الاتابکی، جمال الدین ابی المحاسن یوسف بن التغری، النجوم الظاہرہ ملوک فی المصر والقاہر، مصر، وزارۃ الثقافۃ، ۱۲/۱۱۳، ۱۲/ ۱۹

۳۔ بغیۃ الوعاۃ، ۱/ ۹۷

۴۔ ایضاً، ۱/ ۵۴۹

۵۔ الزرکلی خیرالدین، الاعلام قاموس تراجم لاشہر الرجال والنساء من العرب والمستعربین والمستشرقین، دارالعلم للملایین، بیروت (۱۹۹۷)۶/۱۵۰

۶۔ اسمٰعیل باشا بغدادی، ہدیۃ العارفین اسماء المؤلفین وآثار المصنفین، منشورات مکتبہ المثنی، بغداد (۱۹۰۱ء) ۲/ ۲۰۸

۷۔ الاعلام، ۶/ ۱۵۰

۸۔ ہدیۃ العارفین ۲/ ۲۰۸

۹۔ الاعلام، ۶/ ۱۵۰، بغیۃ الوعاۃ، ۱/ ۱۱۸

۱۰۔ ہدیۃ العارفین، ۲/ ۲۰۸

۱۱۔ السخاوی، شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن، الضوء اللامع لاھل القرن التاسع۔ مکتبہ القدسی، قاہرہ (۱۳۵۵ھ) ۷/ ۲۶۰

۱۲۔ ہدیۃ العارفین ۲/ ۲۰۸

۱۳۔ اعلام، ۶/ ۱۵۰

۱۴۔ الضوء اللامع، ۷/ ۲۶۰

۱۵۔ ایضاً

۱۶۔ ایضاً

۱۷۔ ایضاً

۱۸۔ ھدیۃ العارفین،۲/ ۲۰۸

۱۹۔ الاعلام،۶/ ۱۵۰

۲۰۔ ھدیۃ العارفین،۲/ ۲۰۸

۲۱۔ ایضاً

۲۲۔ ھدیۃ العارفین۲/ ۲۰۹

۲۳۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، واراحیاء التراث العربی، بیروت ا/۴۴۸ الثر ات

۲۴۔ ھدیۃ العارفین،۲/ ۲۰۸

۲۵۔ الاعلام،۶/ ۱۵۰

۲۶۔ ھدیۃ العارفین،۲/ ۲۰۸

۲۷۔ کشف الظنون،۲/ ۱۰۱۸

۲۸۔ ھدیۃ العارفین۲/ ۲۰۹

۲۹۔ ایضاً

۳۰۔ کشف الظنون،۲/ ۱۰۳۵

۳۱۔ ہدیۃ العارفین،۲/ ۲۰۹

۳۲۔ کشف الظنون،۲/ ۲۰۰۴

۳۳۔ ایضاً،ا/ ۵۱۷

۳۴۔ ایضاً،۲/ ۱۰۴۲

۳۵۔ الضوء اللامع،۷/ ۲۰۶

۳۶۔ کشف الظنون،ا/ ۱۲۴

۳۷۔ ھدیۃ العارفین،۲/ ۲۰۹

۳۸۔ ایضاً

۳۹۔ ایضاً

۴۰۔ ایضاً

۴۱۔ ایضاً

۴۲۔ الاعلام، ۶/۱۵۰

۴۳۔ الاعلام، ۶/۱۵۰

۴۴۔ شذرات الذہب، ۷/ ۳۲۷

۴۵۔ الضوء اللامع، ۷/۲۶۰

۴۶۔ ھدیۃ العارفین، ۲/ ۲۰۹

۴۷۔ ایضاً

۴۸۔ کشف الظنون، ۲/ ۱۸۴۷

۴۹۔ ھدیۃ العارفین، ۲/ ۲۰۹

۵۰۔ کشف الظنون، ۲/۱۰۴۳

۵۱۔ ھدیۃ العارفین، ۲/۲۰۹

۵۲۔ ایضاً

۵۳۔ السیوطی، جلال الدین محمد بن ابوبکر، الاتقان فی علوم القرآن، ترجمہ محمد حلیم انصاری، ادارہ اسلامیات لاہور (۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء) ۳/۱